JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 02, January – Jun 2022

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

وقف املاک ایکٹ 2020ء: شرعی جائزہ

Shariah Review: On Waqf Property Act 2020

Dr. Hafiz Hassan Madani*
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore

ABSTRACT

In September 2020, legislation was enacted in national and provincial assemblies for Islamabad and all provinces under the title of 'Waqf Property Act 2020' and similar names, in which the previous laws were amended along with some new laws. Formal notices have also been served to custodians of dedicated properties in Punjab and Sindh provinces and advertised in the national media to fulfill the requirements of newly enacted "Waqf Property Act 2020". According to the Pakistani Constitution, no law shall be made against Islam, the following is a sharia analysis of the new act in view of the original passages and authentic references of it. In which the mandatory government's permission is criticized for preaching of Islam, as well as transferring ownership of dedicated property to the government and ignoring the special Shariah rulings on waqf.

Keywords: *New legislation, Waqf Property, custodians, Sharia rulings on Waqf*

تمہید

ستمبر 2020ء میں اسلام آباد اور پھر پاکستان کے تمام صوبہ جات کے لئے 'وقف املاک ایکٹ 2020ء' اور اس سے ملتے جلتے ناموں سے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں قانون سازی ہوئی جس میں بعض نئے قوانین کے ساتھ سابقہ قوانین میں ترمیم عمل میں لائی گئی۔ صوبہ پنجاب اور سندھ میں 'اوقاف رولز' منظور کرنے کے قومی میڈیا پر اشتہارات اور وقف املاک کے بعض متولی حضرات کو باضابطہ نوٹس بھی جاری کئے جاچکے ہیں۔ اس ایکٹ کے پس منظر اور مضمرات کے علاوہ سیاسی طبقات، علمائے کرام اور عوام کی مزاحمت اور ردّ عمل بھی اخبارات ومضامین میں شائع ہورہے ہیں۔ اس ایکٹ میں شریعتِ اسلامیہ کے علاوہ پاکستانی دستور کی مخالفت کا بھی دعویٰ کیا جاتا ہے۔ ذیل میں ایکٹ کی اصل عبارتوں اور مستند حوالوں کے ساتھ پیشِ نظر قانون کی خلاف شرع دفعات کو زیر بحث لایا گیا ہے:

پاکستانی قوانین میں شریعتِ اسلامیہ کے تحفظ کی ضمانت

① پاکستانی دستور میں اسلامی شریعت کے فروغ کی ضمانت (جیسا کہ آرٹیکل نمبر 31 کا متن پیچھے بیان ہوا ہے) اور قرآن وسنت کے

CC BY

خلاف قانون سازی کی ممانعت ہے، جس کا متن درج ذیل ہے:

آرٹیکل نمبر 227: "تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے، اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔"[1]

② اسی طرح دستور کے آرٹیکل 203 (د) کے ذریعے ایک مستقل شرعی عدالت کو قائم کیا گیا ہے، جو مروّجہ قوانین کے خلافِ شرع ہونے کا فیصلہ کرے گی۔ اس آرٹیکل کا متن ملاحظہ ہو:

203 د: "عدالت خود اپنی تحریک پر، یا پاکستان کے کسی شہری یا وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی درخواست پر اس سوال کا جائزہ لے سکے گی اور فیصلہ کر سکے گی کہ آیا کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم ان اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں جس طرح کہ قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے جن کا حوالہ بعد ازیں اسلامی احکام کے طور پر دیا گیا ہے۔"[2]

③ آرٹیکل نمبر 227 کے الفاظ: 'خلافِ اسلام قانون سازی کی ممانعت' اور شرعی عدالت کے ہدف: 'غیر شرعی قوانین کی اصلاح' کے علاوہ دستورِ پاکستان کا درج ذیل آرٹیکل واضح طور پر قرآن وسنت کو پورے دستور پر بالاتر بھی قرار دیتا ہے، جس کا متن یہ ہے: "203 (الف): دستور میں شامل کسی امر کے باوجود، اس باب کے احکام مؤثر ہوں گے۔"[3]

④ کتابِ قانون کے متعدد آرٹیکلز کے علاوہ، ممتاز پاکستانی حکام مثلاً صدر، وزیر اعظم اور وزراء اپنے منصب پر فائز ہوتے ہوئے، نظریہ اسلام کے تحفظ کے ساتھ اس کے فروغ کی بھی ذمہ داری کا حلف اُٹھاتے ہیں:

آرٹیکل نمبر 42: جدول سوم کے تحت: صدر، وزیر اعظم کے حلف ناموں کا متن یوں ہے:

"مسلمان ہونے، توحیدِ باری تعالیٰ، کتبِ الٰہیہ، قرآن پاک، رسالت نبوی اور آپ ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا، روزِ قیامت اور قرآن وسنت کے جملہ تقاضوں اور تعلیمات پر ایمان رکھنے کا اقرار کرتے ہیں۔" "اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا، جو قیامِ پاکستان کی بنیاد ہے۔"[4]

حلف کے اس آخری حصہ کا قانونی طور پر وفاقی وزرا، چیئرمین سینٹ، سپیکر قومی اسمبلی، اور تمام ارکان قومی اسمبلی وسینٹ کو بھی پابند کیا گیا ہے۔ واضح ہوا کہ پاکستان کی پوری حکومت / ریاست (وفاقی، صوبائی حکومتیں اور ممبران قومی وصوبائی اسمبلی) اسلامی نظریہ کیلئے جدوجہد اور اس کے تحفظ کی قانوناً پابند ہیں۔ مذکورہ بالا قوانین، ان کے الفاظ اور سیاق سے واضح طور پر علم ہوتا ہے کہ پاکستان میں قرآن وسنت ہی بالاتر قانون ہیں، اور ان کے خلاف موجود ہر قانون یا نیا قانون قابل اصلاح ہے۔

⑤ آرٹیکل 227 کو مذکورہ بالا آرٹیکلز کے علاوہ آرٹیکل نمبر 230، آرٹیکل نمبر 2، قراردادِ مقاصد، آرٹیکل نمبر 31، آرٹیکل 62، 63 اور آرٹیکل 42، 53، 61، 65، 91 اور 92 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں قوانین کو قرآن وسنت کی مطابقت میں بنایا جائے گا، نہ کہ رومن یا کامن لاء کی مطابقت میں۔

پاکستان میں قانون ساز اسمبلی کے رکن بننے کے لئے شریعت اسلامیہ کا خاطر خواہ علم ہونا ضروری ہے: آرٹیکل 62: کوئی شخص مجلس شوریٰ کا رکن منتخب ہونے کا اہل نہ ہوگا، اگر وہ شق ہ: وہ اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم نہ رکھتا ہو، اور اسلام کے مقرر کردہ فرائض کا

پابند، نیز کبیرہ گناہوں سے مجتنب نہ ہو۔ شق و: وہ سمجھ دار، پارسانہ ہو، اور فاسق ہو۔ اور ایمان دار اور امین نہ ہو۔"[5]

⑥ سپریم کورٹ کا قریبی فیصلہ بھی اس کی طرف متوجہ کرتا ہے جسے جسٹس شیخ عظمت سعید نے اکثریتی فیصلہ کے طور پر یوں تحریر کیا ہے:

> "دستور کوئی متفرق دفعات کا جتھا نہیں، جنہیں باہمی گانٹھ دیا گیا ہو۔ بلکہ دستور کی دفعات میں ایک یکسانیت اور مربوط سکیم ہے جو دستور کی بنیادی دفعات سے واضح ہے، جو کہ دستور کی نمایاں اور واضح خصوصیات ہیں۔"[6] جبکہ جسٹس جواد ایس خواجہ نے اقلیتی نوٹ کے پیراگراف نمبر 13 میں بیان کیا کہ "آئین کے کسی بھی آرٹیکل کو باقی آئین سے علیحدہ کرکے انفرادی طور پر نہیں سمجھا جاسکتا... آئین کا مطالعہ ایک نامیاتی کل کے طور کیا جائے گا۔ اگر آئین کی جزوی شقوں اور احکام کو باقی آئین سے الگ کرکے دیکھا جائے تو یہ قاری کو گمراہ کرسکتا ہے۔ لہٰذا آئین کا مفہوم و مدعا معلوم کرنے کے لئے اس کے اجزا کی میکانیکی اور عقلی توجیہ کرنے کی بجائے اسے 'ایک مربوط کل' کی طرح دیکھنا پڑے گا۔"[7]

ان تمہیدی سطور کے بعد، اس ایکٹ میں خلافِ شرع قوانین ملاحظہ فرمائیں:

1. تبلیغ (دعوتِ دین) اور امر بالمعروف: ایک شرعی فریضہ

اس ایکٹ میں معلّم کی تربیت، نصاب کی تبدیلی اور خطابات کی پیشگی منظوری کے ذریعے دعوت و تبلیغ کو سرکاری نگرانی میں دیا جارہا ہے۔ ایک طرف پاکستانی حکومت اپنے دعوت و تعلیم کے آئینی و شرعی فرائض کو کئی دہائیوں سے پورا کرنے میں کامیاب نہیں ہو پارہی تو دوسری طرف عوام کے 'اپنی مدد آپ' کے تحت انجام پانے والے، اسی دینی فریضہ پر جابجا سختیوں اور پابندیوں میں اضافہ کیا جارہا ہے۔ حالیہ قانون فروغِ دین کے لئے دعوت واصلاح کے نبوی فریضے پر پابندی عائد کرسکتا ہے حالانکہ قرآن کریم میں پیام الٰہی کی دعوت کو 'سب سے نیک کام' قرار دیا گیا ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝٣٣﴾ (حم السجدۃ:33)

"اور اس شخص سے اچھی بات کس کی ہوسکتی ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کئے اور کہا کہ میں (اللہ کا) فرمانبردار ہوں۔"

خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «ألا هَل بلَّغتُ؟». قالوا: نعم. قال: «اللهم اشهَد، فَليبلِّغ الشاهد الغائب، فرُبَّ مُبلَّغ أوعٰى من سامع.»[8] "کیا میں نے آگے پہنچا دیا؟ صحابہ نے جواب دیا: ہاں تو آپ کہنے لگے: یا اللہ! گواہ ہو جا، اور ہر موجود دوسرے کو پہنچا دے، کیونکہ بعض اوقات آگے پہنچایا گیا، خود سننے والے والے سے زیادہ حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔" متعدد آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت سے روکنے کو بدترین ظلم قرار دیا گیا ہے: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ﴾ (البقرۃ:114) "اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام ذکر کرنے سے روکے اور اس کی خرابی کے درپے ہو؟"

دعوت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا... ہر مسلمان پر فرض ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى

الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (آل عمران:104) "اور لازمی ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

مولانا عبد السلام بھٹوی حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کے ہر فرد پر دعوت دین اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہے کیونکہ آخر میں فرمایا کہ کامیاب صرف وہ ہیں جو یہ فریضہ سرانجام دیں اور ظاہر ہے کہ کامیابی کی ضرورت ہر مسلمان کو ہے۔ اس لیے یہاں مِنْكُمْ کے مِنْ کو بیانیہ ماننا پڑے گا اور مطلب یہ ہوگا کہ اے مسلمانو! تمہاری صورت میں ایک ایسی جماعت ہونا لازم ہے جو نیکی کا حکم دیں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دینی تعلیم کے لئے ایک جماعت فقہا کا ہونا فرض کفایہ ہے جبکہ ہر مسلمان پر ضروری حد تک دینی علم کو سیکھنا بھی فرض ہے۔ اسی طرح دعوت دین کے لئے بھی ایک مختص جماعت ہونی چاہیے اور یہ فریضہ ہر مسلمان کو بھی حتی الامکان انجام دینا چاہیے جن کے دلائل کا یہ موقع نہیں۔

2. نہی عن المنکر (برائی سے روکنے) کی جدوجہد

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مسلمان کا فریضہ ہے اور ہر مسلمان برائی کے خاتمے کا بقدرِ استطاعت ذمہ دار ہے، اور یہ ایمان کی آخری رمق ہے:

«مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ».[9]

"تم میں سے جو شخص منکر (شریعت میں ناپسندیدہ کام) دیکھے اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے ہاتھ (قوت) سے بدل دے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے برا کہے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل سے (اسے برا سمجھے اور اس کے بدلنے کی مثبت تدبیر سوچے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔"

اسی طرح یہ قانون علانیہ منکر کے خلاف شرعی حکم کی علانیہ وضاحت کے شرعی تقاضے کے بھی مخالف ہے، جس کو نبی کریم ﷺ نے افضل جہاد اور ایسا کرنے والے کو سید الشھداء قرار دیا ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ أَوْ أَمِيرٍ جَائِرٍ».[10] "سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ انسان جابر حاکم یا ظالم امیر کے سامنے حق و انصاف کا کلمہ کہہ گزرے۔" کلمہ حق کہنا نیکی کا کام ہے، اور اگر یہ حاکم کے سامنے ہو تو اس وقت یہ افضل جہاد ہو گا، کیونکہ یہ بڑے دل گردے کا کام ہے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، ورجلٌ قام إلى إمام جائرٍ فأمرَهُ ونَهاهُ، فقَتَلَهُ.»[11]

"حمزہ بن عبد المطلب سید الشھداء ہیں، اور ایسا شخص بھی جو ظالم مسلم حاکم کے سامنے (کلمہ حق کے لئے) کھڑا ہو گیا، اور اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا، تو اس حاکم نے اسے قتل کر دیا۔"

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایسا کلمہ حق اور امر بالمعروف جو مسلم حاکم کے ظلم کے سامنے کہا جائے، حتی کہ وہ کہنے والے کو قتل

تک پہنچادے، تو یہ چیز باعث مذمت نہیں بلکہ اس کو شہداء کے سردار کے مقام تک پہنچادیتی ہے۔ خلافتِ راشدہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کلمہ حق کہنے سے اور خلفاے راشدین اسے قبول کرنے سے ہچکچاتے نہیں تھے، جیسا کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب عورتوں کے حق مہر کو محدود کرنے پر خطبہ دیا تو ایک قریشی عورت نے آپ کا راستہ روک لیا اور قرآن کریم کی آیات سنائیں تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ منبر پر واپس لوٹے اور یوں خطبہ ارشاد فرمایا:

"أيُّها النّاسُ إنِّي كنتُ نهيتُكم أن تزيدوا النِّساءَ في صدُقاتِهنَّ على أربعِ مائةِ درهمٍ، فمن شاء أن يُعطيَ من مالِه ما أحبَّ."[12]

"اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں کو چار سو سے زیادہ حق مہر دینے سے روکا تھا؛ جو شخص اپنے مال سے جتنا حق مہر دینا چاہے، دے سکتا ہے۔"

ائمہ دین امام مالک بن انس، امام احمد بن حنبل اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ نے کلمہ حق کے لئے بڑی قربانیاں دیں، اور وقت کی مسلم حکومت کے سامنے سر نہ جھکایا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: وَأَمَّا إِذَا أَظْهَرَ الرَّجُلُ الْمُنْكَرَاتِ وَجَبَ الْإِنْكَارُ عَلَيْهِ عَلَانِيَةً وَلَمْ يَبْقَ لَهُ غَيْبَةٌ وَوَجَبَ أَنْ يُعَاقَبَ عَلَانِيَةً بِمَا يُرْدِعُهُ عَنْ ذَلِكَ مِنْ هَجْرٍ وَغَيْرِهِ.[13] "اور جب کوئی شخص علانیہ برائی کا مرتکب ہو تو اس پر علانیہ اصلاح و مذمت ضروری ہے اور اس کے لئے سرّی اصلاح کی گنجائش نہیں رہتی۔"

3. وقف جائیداد کی فروخت یا غربا و مساکین، سڑکوں، فلاح عامہ یا شہری سہولیات کو منتقلی

صدقہ اور وقف شریعتِ مطہرہ کے احکام ہیں جو اللہ کی رضا کے لئے اس کے بتائے ضابطوں کے مطابق ہی روز قیامت اجر و ثواب کا وعدہ دیتے ہیں۔ چنانچہ وقف کا مشہور اصول ہے کہ وقف شدہ چیز کو فروخت نہیں کیا جا سکتا، جبکہ پیش نظر قانون میں وقف جائیداد کو فروخت کرنے کا پورا نظام یوں پیش کیا گیا ہے:

17 .Sale process of waqf property:(1) The Chief Commissioner, ICT may, where it is satisfied that circumstances exist, sell or otherwise dispose of any waqf property in order:

a) to secure maximum economic benefits out of such property and to avoid loss or damage to such property; or
b) to serve the best public interest and public purpose for which such property was dedicated; or
c) to give effect to such wishes of the person dedicating the property as can be ascertained; or
e) to provide maintenance to those who, on account of unemployment, sickness, infirmity or old age are unable to maintain themselves; or
f) to provide education, medical aid, housing, public facilities and services such as roads, sewerage, gas and electric power; or

g) to prevent danger to life, property or public health.

"**وقف جائیداد کی فروخت:** چیف کمشنر اسلام آباد جہاں مطمئن ہو کہ ایسے حالات موجود ہیں تو وقف املاک کو فروخت یا درج ذیل مقاصد میں زیر استعمال لایا جاسکتا ہے کہ ایسی جائیداد کو خسارہ یا نقصان سے بچانے کے لئے یا زیادہ سے زیادہ اقتصادی فوائد حاصل کرنے کے لئے یا اس عوامی مفاد اور مقصد کی بجا آوری کی غرض سے جس کے لئے جائیداد وقف کی گئی تھی، یا جائیداد وقف کرنے والے شخص کی ایسی خواہشات کو مؤثر بنانے کے لئے جن کا تعین کیا جاسکتا ہو یا ایسے غریب لوگوں کو نان نفقہ مہیا کرنے کے لئے جو بے روزگاری، بیماری، کمزوری یا ضعیف العمری کی وجہ سے اپنا خرچ اٹھانے کے لئے قابل نہیں رہے۔ یا تعلیمی، طبی امداد، ہاؤسنگ، عوامی سہولیات، اور سڑکوں، سیوریج، گیس اور بجلی جیسی دیگر خدمات کی فراہمی کے لئے وغیرہ" 'اسلام آباد وقف املاک ایکٹ' کے سیکشن 17 میں اوقاف کی رقم کی نیلامی اور فروخت کا پورا نظام ذکر کیا گیا حتی کہ سیکشن نمبر 11 میں فصلیں تک ضبط کرنے اور عمارتیں منہدم کرنے کی بات کی گئی جبکہ شرعی طور پر وقف چیز کی خرید وفروخت یا نیلامی جائز نہیں، اسی طرح شرعی طور پر وقف چیز جن مقاصد کے لیے وقف کی جائے، اُنہیں پیش نظر رکھنا ضروری ہے جبکہ اس ایکٹ کے سیکشن 17 کے ذریعے وقف کی رقم کو سکول، سڑکیں وغیرہ بنانے اور دیگر مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی گئی ہے۔

نبی کریم نے وقف شدہ مال کو فروخت کرنا ناجائز قرار دیا ہے، جیسا کہ

> أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أراد أن يتصدق بنخل له، فاستشار النبي ﷺ، فأمره أن يوقفه، فقال ﷺ: «تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ، لاَ يُبَاعُ وَلاَ يُوهَبُ وَلاَ يُورَثُ، وَلَكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ» . ولفظ مسلم: «لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا، وَلَا يُبْتَاعُ»[14]. قال الحافظ ابن حجر رحمه الله: زَادَ الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ طَرِيق عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ: «حَبِيسٌ [أي: وقف] مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ». [15]
>
> "سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم سے ایک کھجور کو صدقہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو آپ نے انہیں اسے وقف کرنے کی ہدایت کی اور فرمایا: اصل مال کو وقف کر دو، نہ تو اسے آگے بیچا جائے گا، نہ اس کو آگے عطیہ کیا جاسکتا ہے، نہ اس کا کوئی وارث بنے، تاہم اس کے پھل کو فی سبیل اللہ خرچ کیا جائے۔ اور صحیح مسلم کی روایت میں نبی کریم ﷺ کے الفاظ کا ترجمہ یوں ہے کہ "اس کا اصل نہ فروخت کیا جائے اور نہ ہی خریدا جائے۔"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام دار قطنی نے اس فرمان نبوی میں ان الفاظ کا بھی اضافہ روایت کیا ہے کہ "آسمان وزمین کے قائم رہنے (قیامت) تک یہ کھجور راہ خدا میں رکی ہوئی (وقف شدہ) ہے۔" عباسی خلافت کے نامور قاضی ابو الحسن ماوردی فرماتے ہیں: "شِرَاءُ الْوَقْفِ بَاطِلٌ بوفَاقٍ [أي : باتفاق العلماء]"[16] "علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ وقف کو خریدنا باطل (ناجائز) ہے۔" وقف املاک ایکٹ کے سیکشن 23 کی شق دو میں وقف کے متولی کے لئے beneficial owner کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے، یہی اصطلاح اسی سیکشن کی شق ایک، اور سیکشن 22 کی شق دو میں بھی درج کر کے قانون سازی کی گئی ہے۔ beneficial owner یعنی مالک منتفع کی وضاحت سیکشن دوم کی شق C میں بھی کر دی گئی ہے۔ اس پر تنقید کرتے ہوئے مولانا محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: "منتفع

مالک 'کی تعریف قرآن وسنت کے منافی ہے۔ وقف کی ملکیت نہیں ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کی ملکیت منتقل کی جا سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے وقف کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ:إن النبي ﷺ قال لعمر في وقفه: «لا يباع أصلها، ولا يبتاع، ولا يوهب، ولا يورث». قال الترمذي: العمل على هذا الحديث عند أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ وغيرهم، لا نعلم بين أحد من المتقدمين منهم في ذلك اختلافا.[17]"وقف کی غیر منقولہ جائیداد کی اصلیت نہ تو بیچی جا سکتی ہے اور نہ ہی خریدی جا سکتی ہے، نہ عطیہ کی جا سکتی ہے اور نہ ہی وراثت میں مل سکتی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر علمائے کرام نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ہمیں متقدمین علمائے کرام کے مابین اس معاملے میں کسی بھی اختلاف کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔"

یہاں تک کہ وقف کسی بھی شخص کی منتفع ملکیت میں نہیں ہو سکتا کیونکہ منتفع مالک کو جائیداد سے فائدہ اُٹھانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، وقف سے مستفید ہونے والے مستحقین ہی ایسے افراد ہیں جن کے فائدے کے لیے وقف تشکیل دیا گیا ہے۔"[18]

وقف کو فلاحی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی ممانعت پر مولانا عثمانی لکھتے ہیں کہ

> "ایکٹ کی دفعہ 18 اور 19 چیف ایڈ منسٹریٹر کو یہ اختیار دیتی ہیں کہ وقف سے حاصل ہونے والی آمدنی کو اسلام کے کسی ایسے مسلمہ، نیک، مذہبی یا خیراتی مقصد کے لئے، جسے وہ مناسب سمجھے، استعمال کر سکتا ہے۔ حالانکہ وقف آمدنی کے اخراجات کا حقیقی مصرف وقف سے مستفید ہونے والے مستحقین ہیں جو واقف کے ذریعے مقرر کئے گئے ہوں یا جن کو وقف نے خود بحال رکھا ہو۔ جب یہ ابہام ہوتا ہے کہ مستفید ہونے والے کون ہیں، تو جائزہ لینے کے لئے اس معاملے کو غیر جانبدار اور ماہرین کے پاس بھیجنا ہوگا۔ اس بات کا تعین کرنا کہ وقف کی آمدن کہاں خرچ ہو، چیف ایڈ منسٹریٹر کا دائرہ اختیار نہیں ہے۔"[19]

4. سخت قوانین پورے نہ کرنے پر وقف کی بحق سرکار ضبطی اور نیلامی

وقف کنندہ نے اگر کسی شخص کو وقف کا نگران بنایا ہے تو واقف کی شرائط کی پاسداری کرنا ضروری ہے۔ شریعت کی رو سے اِن کے مصرف اور نگران مقرر کرنے کا حق عطیہ کرنے والے کو حاصل ہے۔ اور اس کا شریعت میں مکمل احترام کیا گیا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:«الْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ، إِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا.»[20]"مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں، سوائے ایسی شرط کے جو کسی حلال کو حرام کردے یا کسی حرام کو حلال۔" اور فقہائے کرام کا مشہور مقولہ ہے: "شرط الواقف كنصّ الشارع"[21]"وقف کرنے والے کی شرط کا ویسے ہی احترام ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا۔" جب واقف نے کسی وقف شدہ چیز پر کسی شخص کو ذمہ دار بنایا اور اس کی خدمات پر اعتماد کیا ہو اور اپنی وقف شدہ چیز کا ایک متعین مقصد بھی مقرر کر دیا ہو تو حکومت جانبدار قوانین کے ذریعے واقف کی عائد کردہ شرائط و مقاصد اور نگران میں تبدیلی کی مجاز نہیں ہے۔ مفتی منیب الرحمن نعیمی لکھتے ہیں:

"اس ایکٹ کے سیکشن 8 میں چیف کمشنر اسلام آباد کو ہر وقف کو اپنے کنٹرول میں لینے کے لامحدود اختیارات دیے گئے ہیں، جبکہ شریعت میں وقف کے متولی ہونے کا پہلا اختیار واقف کو حاصل ہے، بشرطیکہ وہ دیندار اور متدیّن ہو، خائن نہ ہو۔ اگر اس کی خیانت ثابت ہو اور تولیت کا کام اچھی طرح انجام نہ دیتا ہو تو اُسے معزول کر کے دوسرے شخص کو متولی بنایا جائے۔ تنوير الأبصار مع

الدر المختار میں ہے: "واقف نے خود کو متولی مقرر کیا تو یہ بالاجماع جائز ہے اور اس طرح اگر واقف نے کسی کو وقف کا منتظم (متولی) مقرر کرنے کی شرط عائد نہ کی ہو تو امام ابویوسف کے نزدیک واقف ہی کے لئے ولایت ثابت ہو گی، یہی ظاہرِ مذہب ہے۔"[22] وقف کی شرائط اور مصارف متعین کرنے کا اختیار بھی واقف کو حاصل ہے۔ مسلّمہ فقہی اُصول ہے: "واقف کی مقرر کردہ شرائط نصِ شارع کی طرح نافذ ہوتی ہیں، بشرطیکہ اُن میں کوئی بات خلافِ شرع نہ ہو۔"[23]

وقف جائیداد پر سرکاری ملکیت وکنٹرول

اسلام آباد وقف املاک ایکٹ کے کئی قوانین میں وقف کی ملکیت اور انتظام کو تبدیل کیا گیا ہے، جیسا کہ ایکٹ 2020ء کے سیکشن نمبر 3 میں ہے کہ

3. Appointment of chief administrator of auqaf:

(1) The Chief Commissioner, ICT shall appoint a chief administrator Auqaf for the Islamabad Capital Territory (ICT) and may by order, **vest** in him, the waqf properties situated in the territorial limits of ICT including all rights, assets, debts, liabilities and obligations relating thereto.

(3) The Chief Administrator shall be a corporation sole by the name of the chief administrator of Auqaf, ICT and shall have perpetual succession and an official seal and may sue and can be sued in his corporate name.

"سیکشن 3: (1) چیف کمشنر، اسلام آباد ودارالحکومت علاقہ جات (آئی سی ٹی) کے لیے چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف کا تقرر کرے گا اور بذریعہ حکم ایسی تمام وقف املاک جو اسلام آباد وقف ایکٹ کی حدود کے اندر واقع ہیں بشمول اس سے متعلق تمام حقوق، اثاثہ جات، قرضہ جات، واجبات اور ذمہ داریاں اس کے زیر اختیار دے سکتا ہے۔

(3) چیف ایڈمنسٹریٹر، 'چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف اسلام آباد وملحقہ علاقہ جات ICT' کے نام سے ایک واحد کارپوریٹ[24] ادارہ ہو گا جو دوامی تسلسل اور مخصوص مہر کا حامل ہو گا۔"

اس سیکشن کا خلاصہ یہ ہے کہ سرکار کی طرف سے مقرر کردہ چیف ایڈمنسٹریٹر جملہ اوقاف کے سیاہ وسفید کا مالک ہو جائے گا اور صرف اوقاف ہی نہیں بلکہ متعلقہ جملہ اُمور اس کے زیر تصرف وزیر اختیار آجائیں گے اور وہ ایک کارپوریٹ / کاروباری ادارہ کے طور پر ان اوقاف کا جو حشر کرنا چاہے، اس کو کلی اختیارات ہوں گے۔ اس سیکشن میں لفظ Vest[25] کی وضاحت اور اس پر تنقید کرتے ہوئے مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> "وقف املاک چیف کمشنر، اسلام آباد کے زیر اختیار (Vest مفوضہ) ہوں گی۔ عام استعمال میں جب کسی شخص کو کسی پراپرٹی میں Vest (زیر اختیار یا مفوضہ) کہا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کا مالک ہے، جبکہ وقف املاک کسی بھی شخص کی ملکیت نہیں ہو سکتی۔ تاہم، اگر اسے 'اتھارٹی' کے معنی میں لیا جاتا ہے تو لفظ VEST (زیر اختیار یا مفوضہ) کے اس بے ساختہ استعمال کو ... آسانی سے قرآن وسنت کے خلاف ... چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف کو وقف املاک سے لطف اندوز ہونے اور اس کے تصرف کا حق دینے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔"[26]

نیز ایکٹ کے سیکشن نمبر 8 میں لکھا ہے کہ

8. **Take over waqf property:** (1) Notwithstanding anything to be contrary contained in section 22 of Religious Endowments Act, 1863 (XX of 1863) or any other law for the time being in force or in any custom or usage or in any decree, judgment or order of any court or any other authority or in any proceedings pending before any court or any other authority, the chief administrator may, by notification, take over and assume the administration, control, management and maintenance of waqf property.

Explanation: For the purpose of this section, control and management shall include control over the performance and management of religious, spiritual, cultural and other services and ceremonies or rasoomat at or in a waqf property.

"وقف املاک کو سرکاری کنٹرول میں لینا: (1) ناظم اوقاف بذریعہ اعلامیہ کسی وقف املاک کا قبضہ، اس کا انتظام وانصرام، کنٹرول اور دیکھ بھال اپنے زیر اختیار لے سکتا ہے، بشر طیکہ ناظم اوقاف جائیداد وقف کرنے والے شخص / اشخاص کی زندگی کے دوران ان کی مرضی کے بغیر ایسی وقف جائیداد کا انتظام وانصرام، دیکھ بھال اور کنٹرول نہیں سنبھالے گا۔... باوجود اس کے کہ کوئی بھی شے اس کے یا کسی دیگر فی الوقتی نافذ العمل قانون یا اس میں شامل یا کسی رسم ورواج یا کسی عدالت یا دیگر اتھارٹی کی کسی ڈگری، فیصلہ یا حکم یا کسی عدالت میں زیر سماعت کسی کاروائی میں اس کے بر عکس کچھ درج شدہ کے منافی نہ ہو...

"**وضاحت:** شق نمبر 1 میں کار فرما 'کنٹرول اور انتظام' سے مراد: وقف جائیداد کی مذہبی، روحانی، ثقافتی اور دیگر خدمات اور تقریبات (رسومات) کی ادائیگی اور انتظام پر کنٹرول شامل ہو گا۔"

(3) The chief administrator shall maintain a centralized record in such a manner, design and structure as prescribed or notified in the official Gazette, of all properties registered with him under section 6 or the administration thereof has been taken over or assumed under section 7.

(4) At the end of each financial year, the chief administrator shall prepare and submit report of the waqf properties registered under section 6or the administration whereof has been taken over or assumed under section 7 to the Federal Government.

(۳) ناظم اوقاف سیکشن نمبر ۶ یا ایسی انتظامیہ جس پر قبضہ لیا گیا ہے یا سیکشن نمبر ۷ کے تحت سنبھالا گیا ہے، اپنے پاس اندراج شدہ تمام املاک کو ایسے طریق میں مرکزی ریکارڈ کو ایسے طریقے پر تیار کرے گا اور بنائے گا جیسا کہ صراحت کیا گیا ہو یا سرکاری جریدے میں مشتہر کیا گیا ہو، اور اس کو سنبھالے گا۔

(۴) ہر مالی سال کے اختتام پر ناظم اوقاف سیکشن نمبر 6 یا ایسی انتظامیہ جس پر قبضہ لیا گیا ہو یا سیکشن نمبر 7 کے تحت سنبھالا گیا ہو، اندراج شدہ تمام املاک کی رپورٹ تیار کرے گا اور وفاقی حکومت کو جمع کروائے گا۔"

اس عبارت کو بار بار پڑھ کر اندازہ کیجیے کہ یہ محض ایک ایکٹ نہیں بلکہ جس طرح ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ملیں اور کارخانے قومیائے گئے اور سب کا ستیاناس کر دیا گیا، اسی طرح تمام مساجد و مدارس اور رفاہی و فلاحی اداروں کو قومیانے اور سرکاری تحویل میں

لینے کی منصوبہ بندی اور تیاری کی جارہی ہے اور اللہ نہ کرے ان اداروں کا بھی وہی حشر ہونے کا خدشہ ہے جو بھٹو دور میں ملوں اور کارخانوں کے ساتھ ہوا۔

اس قانون سازی پر تنقید کرتے ہوئے مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں: "دفعہ 8 اور 14: یہ دفعہ چیف ایڈمنسٹریٹر کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ نوٹیفکیشن کے ذریعے وقف املاک کا انتظام سنبھال سکتا ہے، اسے کنٹرول، اس کو منظم اور اس کی دیکھ بھال کر سکتا ہے۔" اس استثنا کے علاوہ کہ واقف رضامندی سے اپنی زندگی میں ایسا کرنے کی اجازت دے (اس صورت کے علاوہ) اس کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اوّلاً، یہ شریعت کے منافی ہے۔ اگر واقف نے اپنے وقف کے لیے کوئی 'متولی' مقرر کیا ہے تو اس کی تقرری کی ضرور تکریم کی جائے، جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے جائیداد کا غلط استعمال یا نامناسب استعمال کیا ہے یا اپنے فرائض سے غفلت برتی ہے۔ لہٰذا یقینی طور پر یہ خود حکومت کے بہترین مفاد میں بھی نہیں ہے کہ وہ اس طرح کے اقدامات مسلط کر کے اس ملک کے شہریوں کی نظروں میں اپنے آپ کو مزید بدنام کرے۔ حکومت کی صوابدیدی طاقت کو دفعہ 14 کے ذریعہ مزید تقویت ملتی ہے جو تنازعات کے حل ہونے تک چیف ایڈمنسٹریٹر کے خلاف عارضی طور پر پابندی کا حکم جاری کرنے کے لیے مجاز عدالتوں کے اختیارات چھین لیتی ہے۔"[27]

5. چندہ وصدقات سمیت جملہ مالی وسائل کو 'وقف' قرار دینا

اسلام میں زکوٰۃ جیسے فرضی اور عام نفلی صدقات کی متعدد صورتیں ہیں، جبکہ صدقہ کی ایک مخصوص صورت: وقف کے مستقل احکام ہیں، لیکن حالیہ ایکٹ میں تمام منقولہ وغیر منقولہ صدقات کو ایک ہی درجے میں رکھا گیا ہے، چنانچہ ایکٹ کے سیکشن 2 کی شق 'این' کا متن ملاحظہ ہو:

Explanation 4. The income from boxes placed at shrines and offerings, subscriptions or articles of any kind, description or use presented to a shrine or to any person at the premises of a shrine shall be deemed to be a waqf property.

"کسی مزار میں رکھے گئے چندے کو ڈبوں سے حاصل شدہ آمدن اور کسی مزار کے احاطے میں کسی شخص کو پیش کئے گئے کسی بھی قسم، نوعیت یا استعمال کے عطیات، چندے یا اشیاء 'وقف املاک' متصور ہوں گی۔"

گویا کسی مزار کے احاطے میں ہونے والا ہر قسم کا صدقہ خیرات اور چندے کے ڈبوں میں دیا جانے والا مال 'وقف املاک' ہی قرار پائے گا، جبکہ شریعتِ اسلامیہ کی رو سے ان سب کے احکام عطیہ دینے والے مسلمان کی نیت اور پیش نظر شرائط پر موقوف ہیں۔ اور بظاہر یہ شق مزاروں کے بارے میں ہے، لیکن پولیس اہل کاروں کے تصرف سے مساجد و مدارس کے صدقات کے ڈبے بھی وقف کے زمرے میں ہی شمار ہوں گے۔

چندے کے ڈبوں اور وقف سے حاصل ہونے والے فنڈ کو 'وقف املاک' قرار دینے کے بارے میں مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں: "وقف کی ملکیت والے فنڈز سے خریدی گئی جائیداد خود وقف نہیں ہے، بلکہ یہ ایسی جائیداد ہے جو واقف کی ملکیت میں ہے۔ یہ قضیہ وقف اراضی سے حاصل ہونے والی آمدنی یا پیداوار کے معاملے سے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پہ: یہ آمدنی یا پیداوار

وقف کی ملکیت میں ہے اور وقف آمدنی مستحقین کو دی جاتی ہے یا ان پر خرچ ہوتی ہے۔ اگر یہ آمدنی یا پیداوار خود وقف ہو تا تو یہ آمدنی مستفید افراد کی ملکیت میں دینے اور اسے استعمال کرنے کی اجازت نہ ہوتی۔ کیونکہ وقف املاک کے وجود کو محفوظ رکھنا ضروری ہے اور اِسے استعمال کر کے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اب یہ بات بالکل واضح ہے کہ وقف سے فائدہ اٹھانے والوں کو یہ آمدنی دینے کے بجائے، اگر وقف کی دستاویزات اِس چیز کی اجازت دیں کہ وقف سے یہ آمدنی کسی چیز یا جائیداد کی خریداری کے لیے استعمال ہونے دی جائے تو یہ جائیداد وقف نہ ہو گی، بلکہ یہ ایسی جائیداد ہو گی جس کا مالک واقف خود ہے، اور اسے وقف دستاویزات میں موجود طریقہ کار / ہدایات کے مطابق تصرف کرنے کی اجازت ہے۔ اسی چیز کا اطلاق وقف کے چندہ کے ڈبے کے ذریعے حاصل کردہ صدقہ پر ہوتا ہے۔ فتاوٰی عالمگیری میں[28] ہے:

رجل أعطى درهما في عمارة المسجد أو نفقة المسجد أو مصالح المسجد صحّ؛ لأنه وإن كان لا يمكن تصحيحه تمليكا بالهبة للمسجد فإثبات الملك للمسجد على هذا الوجه صحيح فيتم بالقبض، كذا في الواقعات الحسامية.[29] الغرض اس قانون کے ذریعے چندے کے ڈبے میں ڈالی جانے والا عام صدقہ بھی وقف ہی تصور ہو رہا ہے، اور اس پر وقف کے احکام ہی لاگو کئے جا رہے ہیں۔ حالانکہ وقف کے احکام صرف اسی چیز کے بارے میں ہیں، جن کی ملکیت اور شرائط واقف نے طے کر دی ہوں۔ اس ایکٹ میں کئی جگہ ایسی شریعت سے مخالف قانون سازی کی گئی ہے۔ مذکورہ قانون سے پہلا نکتہ بھی اس کے مماثل ہی ہے۔

6. غیر شرعی سزائیں

ایکٹ کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے کی صورت میں منتظم پر اڑھائی کڑوڑ تک جرمانہ اور 5 سال تک سزاے قید عائد کرنے کا ضابطہ بنایا گیا ہے، جبکہ اسلام میں مالی جرمانہ اور اس کی سزائیں حرام کے درجہ میں ہیں۔ ایکٹ کے سیکشن 26 میں ہے کہ

"جرائم: (۱) جو کوئی درج ذیل کو روکتا، مزاحمت کرتا ہے، یا حائل ہوتا ہے یا بصورتِ دیگر مداخلت کرتا ہے (الف) کسی اتھارٹی، افسر یا کسی شخص کو جو اس ایکٹ کے ذریعے یا اس کی تعمیل میں اس کو سونپا گیا عائد کیا گیا کوئی اختیار استعمال کر رہا ہے یا کوئی فرض سرانجام دے رہا ہے یا بصورتِ دیگر اس ایکٹ کے تحت کوئی قانونی کام سرانجام دے رہا ہے یا (ب) کسی شخص کو جو مذکورہ بالا کسی ایسی اتھارٹی افسر یا شخص کے احکام بجا آوری کر رہا ہے یا جو بصورتِ دیگر اس ایکٹ کے تحت اپنی ذمہ داری کے مطابق کام کر رہا ہے، اسے پانچ سال تک کی قید یا جرمانہ یا دونوں کی سزا ہو گی۔

(۲) کوئی شخص جو دفعہ ۱۲ کے تحت کسی مطلوب جواب دہی میں مرضی سے قاصر رہے تو اسے قید کی سزا دی جائے گی جو ایک سال سے کم نہ ہو گی مگر پانچ سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانہ ادا کرنے کا پابند ہو گا جو کہ وقف املاک سے حاصل کردہ افادیت سے کم نہ ہو گا، مگر املاک سے حاصل شدہ آمدن کی رقم کے تین گنا تک ہو سکتا ہے۔

(۳) کوئی شخص جو دفعہ ۷ کے احکامات کے مطابق جواب دہی کے لیے نیت سے قاصر رہے یا ارادتاً کوئی معلومات چھپائے یا چیف ایڈمنسٹریٹر کو نامکمل یا غلط معلومات فراہم کرے جیسا کہ ایکٹ کے تحت مطلوب ہو تو ایسی رقم ادا کرنے کا متقاضی ہو گا جس کا تخمینہ متعلقہ ضلعی کلیکٹر یا چیف ایڈمنسٹریٹر کی جانب سے وقف املاک کے اُمور تنقیح طلب کے عرصے یا پانچ سال قید، یا دونوں کے

لیے، کوئی دیگر باضابطہ مجاز اتھارٹی لگائے گی۔" اور جرمانے اور سزا میں صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اڑھائی کروڑ کی خطیر رقم بطور جرمانہ عائد کرنے کی تلوار بھی لٹکائی گئی ہے۔ چنانچہ ایکٹ میں درج ہے کہ

27.**Administrative sanctions**: Any person who fails to comply with any provision of this Act for any other reason shall be penalized with an amount up to rupees twenty-five million.

سیکشن نمبر27: "کوئی شخص اس ایکٹ کے احکامات کی مطابقت میں یا کسی دیگر وجوہات کے لیے تعمیل کرنے میں ناکام رہے تو سزا کا مستوجب ہو گا جس کی رقم اڑھائی کڑوڑ تک ہو گی۔"

7. شرعی مقاصد میں مزاحم اور جانبدارانہ قانون سازی

مسلم حکام کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ شرعی امور کی بجاآوری میں مسلمانوں کی مصلحت کے لئے انتظامی اور تدبیری اقدامات کر سکتے ہیں، لیکن جب انتظامی اقدامات کا رجحان دینی مقاصد کا تعطل اور لوگوں کو ان سے دور کرنا ہو، یا وہ اقدامات ان شرعی اُمور میں تعطل اور رکاوٹ کے باعث بن رہے ہوں تو حکومت کے ایسے انتظامی اقدامات کا حکم ان کے مقصد کے تابع ہو گا۔ بطورِ مثال نکاح سے قبل مرد پر اگر نئے خاندان کی کفالت کے لئے ایک بھاری رقم کو ظاہر کرنا حکومت کی طرف سے لازمی قرار دے دیا جائے تو اس طرح نکاح کے راستے میں مشکلات پیدا ہوں گی، اور ایسے اقدامات کو شرعاً قبول نہیں کیا جا سکتا۔

صدقات و وقف اور تبلیغ کے شرعی فرائض پر قدغن عائد کرنے والے ضوابط میں

☆ مساجد اور امام بارگاہوں کے لئے وقف زمین کو چیف کمشنر کے پاس رجسٹر کروانا۔ وقف کے قابل جائیداد کی منی ٹریل دینا۔ ادارہ وقف کے منتظمین پر اخراجات کے آمد و خرچ کی سالانہ تفصیلات جمع کرانا جن میں معمولی سی کوتاہی بھی سنگین سزاؤں کا حق دار بنا سکتی ہے۔ ☆ اسی طرح وقف ادارے کے تمام عہدیداروں کی مکمل تفصیلات اور ان کی ٹیکس ادائیگی کی تفصیلات باضابطہ جمع کرانا ضروری ہیں۔ ☆ وقف کے انتظام و انصرام کو سرکار کی براہ راست نگرانی میں چلانا بھی اس پر پابندی اور مشکلات عائد کرنے کے مترادف ہے۔

خلاصہ بحث

واضح رہے کہ دینی مقاصد کے فروغ کے لئے ملتِ اسلامیہ سے مالی اور دعوتی مدد حاصل کرنا تو عالمی قوانین کی رو سے دہشت گردی کے زمرے میں آتا ہے اور ایسا کرنے والا منی لانڈرنگ کا مجرم ہے، جبکہ مغربی اور الحادی تہذیب کے فروغ اور مفادات کے لئے کام کرنے والے افراد اور ادارے، اور ان کی مالی سپورٹ عالمی جانبدار قوانین کے تحت ایک مبارک مشن ہیں۔ ایسی جانبدارانہ اور اسلام پر پابندیاں عائد کرنے والی قانون سازی کی اخلاق، قانون اور شرع کی نظر میں کیا حیثیت ہو سکتی ہے...؟؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1 دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973ء، ترمیم شدہ ایڈیشن 2015ء، قومی اسمبلی پاکستان، ص145

Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, p 145

2 دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973ء، ترمیم شدہ ایڈیشن 2015ء، قومی اسمبلی پاکستان، ص121

Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, p 121

3 دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973ء، ترمیم شدہ ایڈیشن 2015ء، قومی اسمبلی پاکستان، ص118

Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, p 118

4 دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973ء، ترمیم شدہ ایڈیشن 2015ء، قومی اسمبلی پاکستان، ص207 تا212

Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, p 207-p212

5 دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973ء، ترمیم شدہ ایڈیشن 2015ء، قومی اسمبلی پاکستان، ص36

Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, p36

6 پی ایل ڈی 2015ء، سپریم کورٹ 401

Pakistan Legal Decisions 2015, Supreme Court. p401

7 مزید دیکھئے کتاب 'ناموسِ رسالت؛ اعلیٰ عدالتی فیصلہ 'از جسٹس شوکت عزیز صدیقی: ص147، 149 تا167، طبع نومبر 2017ء

Nāmoos-e-Risalat, Islamabad High court Judgement by Justice Shaukat Aziz Siddiqui, p 147, 149-167, Ed. Nov. 2017

8 صحیح بخاری:1654

Sahih Bukhāri, No. 1654

9 **صحيح مسلم :كِتَابُ الْإِيمَانِ (بَابُ بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ)**، رقم177

Sahih Muslim, Kitāb-ul-Imān, No.:177

10 **سنن أبي داؤد :كِتَابُ الْمَلَاحِمِ (بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ)**، رقم4344

Sunan Abu Dāwood, Kitab ul Malāhim, No.: 4344

11 صحیح الترغیب، از شیخ البانی، رقم2308، مستدرک حاکم وصححہ

Sahih al-Targhib wal-tarheeb by Sheikh Albāni, No.: 2308

12 مسند الفاروق از حافظ ابن کثیر:2/573، حافظ ابن کثیر اور امام سخاوی نے سند کو جید، حسن (المقاصد الحسنہ:379) اور امام زیلعی نے قوی سند قرار دیا ہے۔ (تخریج الکشاف:1/296) امام عجلونی نے سند کو جید اور امام محمد غزی نے قوی کہا۔ (کشف الخفاء:2/154، اتقان مایحسن:1/171)

Musnad al-Fārooq by Hāfiz Ibn-e-Katheer, 2/573

13 مجموع فتاوی ابن تیمیہ:28/218، مجمع الملک فهد، المدینة النبوية، 1416ھ

Majmū’ Fatāwa ibn Taymiyyah, 28/218, Majma’ al-Malik Fahad, al-Madinah al-Nabawiyyah, 1416H.

14 **صحيح البخاري :كِتَابُ الشُّرُوطِ (بَابُ الشُّرُوطِ فِي الوَقْفِ)**، رقم2737، 2764، و صحیح مسلم:1632

Sahih Bukhāri, Kitāb-ul-Shuroot, No. 2737, 2764

15 فتح الباری از حافظ ابن حجر:5/401، دار المعرفۃ، بیروت1379ھ
Fath-ul-Bāri by Hāfiz Ibn-e-Hajr, Dār-ul-Ma’rifa, Beirut: 5/401 Ed. 1379 AH

16 الحاوی للفتاوی از ابو بکر جلال الدین سیوطی:3/332، دار الفکر، بیروت،1404ھ
Al-Hāvi lil-Fatāvi by Abu Bakr Jalāl-ud-Dīn Seyutī, Dār-ul-Fikr-Beirut, 3/332, Ed. 1404 AH

17 المغنی از ابو محمد عبد اللہ بن قدامہ، دار عالم الکتب، الریاض،1417ھ
A-Mughnī by Abu Muhammad bin Qudama, Ed. Dar Alam al-Kutub, Riyadh, 1417 AH

18 ’نیا او قاف ایکٹ خلافِ شریعت و خلافِ آئین ہے!‘ از مولانا محمد تقی عثمانی...ماہ نامہ ’البرہان‘ لاہور، مئی 2021ء
“New Waqf Act is Against the Constitution and Sharia” by Molāna Taqi Usmani: Monthly Al-Burhan, May 2001

19 ایضاً
Ibid

20 **جامع الترمذي: أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصُّلْحِ بَيْنَ النَّاسِ)**، رقم1352
Jami’ Al-Tirmizī, Abwāb-ul-Ahkām, No. 1352

21 الاشباہ والنظائر از ابن نجیم، الفن الثانی: ص163
Al-Ashbāh wan-Nazāir by Ibn-e-Nujaim, Second Art, p163

22 رد المحتار علی الدر المختار، ج6/ص491 بحوالہ النہر الفائق

23 ’اسلام آباد وقف ایکٹ‘ از مفتی منیب الرحمٰن، روزنامہ ’دنیا نیوز‘، 10/اکتوبر2020ء
Islamabad Waqf Act by Mufti Muneeb-ur-Rahmān: Daily Dunyā News, 10th Oct. 2020

24 ”کارپوریٹ‘ ایسے بڑے تجارتی/کاروباری ادارے کو کہتے ہیں، جو شخص قانونی کے حقوق و فرائض کا مالک ہو۔“

25 ’بلیکس لاء ڈکشنری‘ میں تفویض (vest) کرنے کا مفہوم: ”ایک طے شدہ اور نا قابل شناخت حق دینا ہے۔ ایک جائیداد کا قبضہ تفویض (Vested Inpossessio) ہونے کا مطلب جب وہاں حال میں اس جائیداد سے لطف اندوز ہونے کا حق موجود ہو۔ اور کسی جائیداد کے مفاد تفویض (Vested In Interest) کرنے کا مطلب اس جائیداد سے مستقبل میں لطف اندوز ہونے کا موجودہ مستقل حق ہے۔“

26 ’نیا او قاف ایکٹ خلافِ شریعت و خلافِ آئین ہے!‘ از مولانا محمد تقی عثمانی...ماہ نامہ ’البرہان‘ لاہور، مئی 2021ء
“New Waqf Act is Against the Constitution and Sharia” by Molāna Taqi Usmani: Monthly Al-Burhan, May 2001

27 ایضاً
Ibid

28 الفتاوی الھندیۃ:2/460، دار الکتب العلمیہ، 2000ء
Fatawa Hindia, Dar-ul-Kutub al-Ilmiyya, 2000: 2/460

29 ’نیا او قاف ایکٹ خلافِ شریعت و خلافِ آئین ہے!‘ از مولانا محمد تقی عثمانی...ماہ نامہ ’البرہان‘ لاہور، مئی 2021ء
“New Waqf Act is Against the Constitution and Sharia” by Molāna Taqi Usmani: Monthly Al-Burhan, May 2001